رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

جلد ۲ | مورخہ ۱۸- اپریل ۱۹۱۵ء مطابق ۳ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۲۸

## مدینۃ المسیح

سیدنا خلیفۃ المسیح نے خطبہ جمعہ میں احباب کو ضروریات سلسلہ کے تہیا اور تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو ہمہ تن آمادہ رکھنے کی تحریک نہایت پرزور اور قلب کے زنگ اتار دینے والے موثر الفاظ میں فرمائی حضور اس بارے میں ایک اعلان بھی لکھنے والے ہیں چونکہ اولین مخاطب قادیان کی غریب جماعت ہے اور اسی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے تمام جماعتوں کے لئے نمونہ ٹھیرایا ہے اس لئے عنقریب جلسہ ہو کر صدر انجمن اور ترقی اسلام کے اخراجات اور تبلیغ کے ذرائع وسیع کرنیکا انصرام ہوگا +

۲- حضور نے درس قرآن مجید میں مثنیٰ و ثلٰث و ربٰع کے مسئلہ کو نہایت عام فہم مثالوں سے سمجھایا اور بتایا کہ شریعت اسلامیہ کا منشاء ایک سے زیادہ بیویاں کرانے کا ہے +

۳- ۱۵- اپریل تعلیم الاسلام ہائی سکول کھل گیا ہے نئے سال

## اخبار احمدیہ

۱- حکیم احمد الدین صاحب ریویو آف ریلیجنز ماہ مارچ ۱۹۰۷ء کے مضمون آخری زمانہ کا مصلح کیطرف توجہ دلاتے ہیں جو مولوی محمد علی صاحب کا لکھا ہوا ہے اور جسمیں صہ ۹۹ پر لکھا ہے "ہم اب اس حالت میں ہو گئے ہیں کہ اس **نبی آخر الزمان** کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے اندرونی شہادہ پر غور کریں" یہاں مسیح موعود کو نبی آخر الزمان لکھا ہے اور اب اسے معمولی مجدد ٹھہراتے ہیں افسوس +

۲- **خدا کیطرف سے جواب** مسلم انڈیا لنڈن میں لارڈ ہیڈلے کا مضمون شراب کی حمایت میں چھپا جس کا کوٹیشن الفضل میں دیا گیا تھا خواجہ صاحب نے اسکی حمایت کی کہ ان لوگوں سے یہی غنیمت ہے کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں شراب جو پانی کیطرح پیتے ہیں اسکے نہ چھوڑنے میں وہ معذور ہیں لیکن حضور ملک معظم قیصر ہند کی تائید میں انہیں سے بہتوں کا شراب چھوڑنے کے لئے آمادہ ہو جانا- بتاتا ہے کہ میخواری ترک کرنے کی صلاحیت انمیں موجود ہے اور نومسلم شراب نہ چھوڑنے میں معذور نہیں قرار دیئے جا سکتے +

۳- پیغام نمبر ۱۲۰ میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ غیر نبی کو کلی طور پر نبی پر فضیلت نہیں ہوتی ہے اور یہی محمد رسول اللہ صلعم سے لیکر کل مسلمانوں کا مذہب ہے (بلفظہٖ) اب حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں کہ میں مسیح بن مریم سے **تمام شان** میں بڑھ کر ہوں پس بتاؤ کہ مسیح موعود غیر نبی کیونکر ہوئے- اور ایک نبی پر باوجود تمام شان میں یعنی کلی طور پر فضیلت رکھنے کے پھر غیر نبی کہنا غلطی ہے یا نہیں +

۴- منشی الیاس الدین صاحب احمدی ممبر انجمن انصار اللہ بہلولپور سے لکھتے ہیں کہ ایک شخص بنام بھگت عیسائی اس عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوا- اسلامی نام عبداللہ رکھا گیا خدا تعالیٰ استقامت دے (۲) نومبائعین کے پورے پتے چھاپنے کے خواستگار ہیں +

۵- چوہدری غلام احمد خان مختار عدالت شرقپور سے لکھتے ہیں الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو اس تھوڑے سے عرصہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا موقع عنایت فرمایا۔ خاکسار کے چار لیکچر ہوئے اور اخویم مکرم چوہدری غلام احمد خان صاحب سکنہ کریام کا ایک لیکچر ہوا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ خوشی کی یہ بات ہے کہ اس قصبہ سلسلہ عالیہ کے اشد مخالفوں نے بھی اپنے اپنے دیوان خانوں میں لیکچر بخوشی خود کروائے اور سلسلہ عالیہ سے بہت سی واقفیت حاصل کی۔ چنانچہ تاج خان کی اولاد کے دیوان خانہ اور کالو خان کی اولاد کے دیوان خانہ میں لیکچر خاصکر قابل ذکر ہیں۔ کالو خان کی اولاد کے دیوان خانہ میں مخالفوں کو اعتراضات کرنے کا بھی موقع دیا گیا حاضرین کی کافی تعداد حاضر ہوتی رہی ہے۔ آجکل شرقپور میں سلسلہ کے متعلق ہل چل پڑی ہوئی ہے اور تقریباً گیارہ بارہ کے قریب مرد و زن سلسلہ عالیہ میں نئے داخل ہو چکے ہیں +

۶- جنازہ غائب مستری علی محمد چک نمبر ۱۰۳ کے بیٹے ابراہیم کا احباب جنازہ پڑھ دیں +

۷- ایک صاحب کو لکھوایا کہ دنیاوی معاملات میں ان سے (اپنے سسرال سے) ہمدردی کرنی چاہیئے۔ دینی امور میں غیر اللہ کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ شادی ایک دینی معاملہ ہے غیر احمدیوں میں ہرگز نہ کرنا +

۸- برادر ابراہیم احمدی سمائلہ والے سکرٹری انجمن پوڑانوالہ اپنے اور اپنی والدہ کے حق میں دعا کے لئے عرض کرتے ہیں +

۹- مرزا عباس علی صاحب لکھتے ہیں۔ گوکڑا میں خصوصیت سے عذاب الٰہی آگ کی طرح انسانوں کو بھسم کر رہا ہے +

۱۰- ایک شخص نے لکھا کہ کوئی شخص ولی اللہ ایسا نہیں ہے کہ جو منجانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کی دعا قبول ہو۔ اسے لکھوایا کہ دعا کا بالضرور قبول ہونا تو نبیوں کے لئے بھی شرط نہیں +

۱۱- ایک شخص نے لکھا کہ ہم چونکہ غیر احمدیوں کا جنازہ نہیں پڑھتے وہ کہتے ہیں تم دو بھائی ہو مر جاؤ گے تو ہم بھی نہیں پڑھیں گے فرمایا جنھوں نے خدا کے مسیح کا انکار کیا ان کا جنازہ پڑھنا کیا معنے۔ اور جس مومن پر کوئی شخص جنازہ نہ پڑھے اس کا جنازہ فرشتے پڑھتے ہیں +

۱۱- جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن کی تبدیلی سرسہ سے جالندھر ہوگئی امید ہے کہ احباب جالندھر ہر طرح آپ سے

# کبھی اس طرف بھی توجّہ ہوگی ؟

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ہمیں اس ہفتہ میں پندرہ خریدار عطا فرمائے ان میں گیارہ تو بعض احباب کی کوشش کا ثمرہ ہیں اور بعض نے خود خریدار بنکر الفضل کی مدد کی ہے اگر تمام دوستان احباب کی طرح دو یا تین خریدار پیدا کر دیں تو تھوڑے ہی عرصہ میں اڑھائی ہزار تک الفضل کی اشاعت پہنچ سکتی ہے میرے خیال میں یہ کوئی بڑی بات نہیں اگر ہر خریدار الفضل یہ مصمم ارادہ کرے کہ پانچ خریدار الفضل کیلئے پیدا کرنے ہیں تو وہ خدا کے فضل سے ضرور اپنے مدعا میں کامیاب ہوگا اور ثواب کا مستحق ہوگا +

بزرگان سلسلہ و سکرٹریان انجمن ہائے بیرونی کی خاص توجہ درکار ہے۔ الفضل کا اجرا کسی تجارتی مفاد پر نہیں ہوا۔ قوم کی بڑھی ہوئی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اس کا نکالنا مناسب سمجھا گیا اور خدا کا فعل تھا جس کے ماتحت اس کا اجرا کیا گیا پھر آنیوالے واقعات اور حوادثات نے الفضل کو مفید ثابت کیا۔ اور قوم نے بھی اس کی اہمیت کو محسوس کیا۔ یہ فضل تھا جو آنے والے کے ساتھ آیا کیونکہ آنیوالے سے پیشتر فضل کا آنا ضروری تھا سو مبارک ہے وہ جو اس کی قدر کرے اور خدائی فضل کا اپنے آپ کو جاذب بنائے۔ الفضل کا موجودہ فنڈ اسکے بڑھنے والے اخراجات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ قوم جس کے لئے اشاعت اسلام جیسا اہم کام مقدر ہو چکا ہو جو خدائی انعامات کو آج سے تیرہ سو سال پہلے اپنے حصے میں لے چکی ہے اگر وہی اپنے ذرائع کو اپنی بے توجہی سے کمزور کر دے تو سوائے افسوس کے اور کیا ہو سکتا ہے الفضل کا مقصد اشاعت اسلام ہے اور کلمۃ الحق عوام تک پہنچانا ہے سو وہ اس کام کو کر رہا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے الفضل کی آواز بہت مفید ثابت ہو رہی ہے بہت سے نفوس کو کشاں کشاں لا رہی ہے چنانچہ مسیحی پادری جن کا ذکر آپ نے پچھلے دنوں پڑھا ہوگا۔ اُنکی آمد کا موجب کون تھا یہی الفضل تھا انھوں نے میرے سامنے ذکر کیا کہ اس سے میں انکار نہیں کرتا کہ مجھ سے پہلے بہت سے قادیانی دوستوں نے بات چیت کی اور ان کے ساتھ بحث مباحثہ کے رنگ میں گفتگو بھی ہوتی رہی لیکن اصل سبب قادیان میں میری آمد کا الفضل اور ریویو کے مضامین ہیں جو شکوک میرے دل میں پیدا ہوتے اُسکے دوسرے دن الفضل میں میں وہی مضمون دیکھتا اس سے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ جس مقام سے یہ مضامین نکل رہے ہیں مجھے اُسے ضرور دیکھنا چاہیئے پھر جس طریق سے حضرت فضل عمر نے اُسے تبلیغ فرمائی جس میں تمام تقریر پر از دلائل و براہین کا وہ قائل ہوا اور جس نیک اثر کو وہ لیکر گیا وہ اسکے اپنے ہی الفاظ سے ظاہر ہے "میں آج سے میں حضرت محمد (رسول کریم) کو راستباز انسان خیال کرتا ہوں اور قرآن کریم کو پہلے کی طرح لغو کتاب خیال نہیں کرتا" پھر اس نے تمام اصحاب الصفہ سے دُعا کے لئے استدعا کی +

سو اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ اللہ تعالیٰ الفضل کے ذریعہ کس طرح اسلام کا چہرہ روشن کر رہا ہے آپ ضرور اس کی توسیع اشاعت کے لئے سعی فرماویں اب ہم ذیل میں بشکریہ ان احباب کے اسمائے گرامی درج کرتے ہیں جنھوں نے جدید خریدار عنایت فرما کر ہمیں ممنون فرمایا ہے :-

| تعداد خریدار | نام خریدار دہندہ |
|---|---|
| ایک | جناب عبد المجید صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ منصوری - |
| دو | جناب سید نذیر حسین صاحب انصار اللہ گھٹالیاں - |
| ایک | جناب شیخ بہادر علی صاحب راجپورہ |
| دو | جناب محمد یمین صاحب تاجر کتب قادیان - |
| ایک | جناب عبد الحق صاحب بدوملہی - . . |
| ایک | جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ٹیکنگ اسسٹنٹ انسپکٹر تحصیل شکرگڑھ . . . |
| تین | جناب محمد افضل صاحب ہیڈ کلارک پولیٹیکل ایجنسی وانو |

ان کے علاوہ چار خریدار ایسے ہیں جنھوں نے خود الفضل اپنے نام جاری کرایا ہے اگر دوست ان احباب کی طرح کوشش فرماویں تو کوئی مشکل بات نہیں +

والسلام

خاکسار فضل احمد خان

مینیجر الفضل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۸- اپریل ۱۹۱۵ء

## مولوی محمد علی صاحب

اور

## مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن

### خاصانِ خدا کا خاصہ - غیر مبائعین سے التماس

جن لوگوں نے خدا تعالےٰ کے فرستادہ مسیح کو دیکھا۔ جو لوگ اُس آسمانی بادشاہت کے تاجدار کا شاندار دربار ملاحظہ کر چکے ہیں۔ جن کے کانوں میں اس برگزیدہ محبوب خدا کی پاک باتیں آجتک گونج رہی ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک دفعہ اخبار وطن کے ایڈیٹر صاحب نے تجویز پیش کی تھی کہ ریویو آف ریلیجنز میں سے وہ حصہ الگ کر دیا جائے جو مسیح موعود کے متعلق ہے چنانچہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اس تجویز کو بارگاہِ مسیحی میں پیش کر کے پاس کرا لینا چاہا اور غیر احمدی لوگوں کی مالی امداد کے وعدے جن کا ایڈیٹر صاحب وطن کیطرف سے یقین دلایا گیا تھا خواجہ صاحب پر اسقدر اثر کر گئے تھے کہ انھوں نے وطن کی تجاویز کو نہ صرف پسند کیا بلکہ ان کا اجرا مفید سمجھا اور اس کے لئے پوری کوشش کی مگر :-

زندہ خدا کے زندہ رسول نے اس کمزوری کو محسوس کیا اور اس خطرناک غلطی کی کُنہ کو چشم بصیرت سے دیکھ لیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو کو مخاطب کر کے فرمایا :-

مولوی صاحب ! مجھے چھوڑ کر وہ کونسا اسلام ہے جو تم پیش کرو گے۔ کیا مسلمانوں میں ایم اے بی اے نہیں۔ پھر تمہاری تحریر میں کیا خصوصیت ہے جو یہ مقبول ہو + یہ کلمات حضرت مسیح موعود نے غصہ کے لہجہ میں ہمارے سامنے اپنی زبان گوہر فشاں سے مسجد مبارک میں بیٹھے ہوئے فرمائے اور ان کا جواب مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے جو کچھ دیا گیا اس کا مفہوم حسب ذیل تھا :-

حضور میری تو پہلے ہی یہی رائے تھی اور یہی مینے وطن کو لکھ دیا تھا +

اس عتاب مسیح اور اس اقرار خطا کے بعد وطن کی تجویز اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تائید کے ساتھ وہی سلوک ہُوا جسکی وہ مستحق تھیں وطن نے کچھ روپیہ بھیجا تھا وہ واپس کر دیا گیا۔ اور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے آرگن

ریویو آف ریلیجنز سے خدا کے مسیح کا ذکر علیحدہ کرنا ایک خطا۔ ایک غلطی اور ایک جرم سمجھا گیا +

دوستو یہ ہے اس زمانہ کی بات جب الہٰی سلسلہ کا آسمانی بانی زندہ تھا جب ریویو کا سابق ایڈیٹر احمدیت کا مخلص اور احمد کا وفادار خادم تھا مگر آہ ! واقعات نے رُخ بدلا اور سنت الہٰی کے مطابق وہ آسمانی وجود ہمارے درمیان سے اُٹھ گیا۔ اب میدان صاف تھا۔ ایک شخص کو

خلیفۃ المسیح تو تسلیم کیا گیا

مگر اسکے احکام کی نسبت اسی ایڈیٹر صاحب ریویو نے فرمایا :-

کیا ہم کسی کی خاطر اپنی رائے بدل سکتے ہیں
جب عملی مخالفت ہو گی تو دیکھا جائے گا

اور پُرانے خیالات و تجاویز جو خدا کے مسیح کی موجودگی میں عملی لباس پہننے سے محروم رہے تھے اور جنکو اس آیت اللہ کے اثر نے اسوقت مولوی محمد علی صاحب کی نظر میں بھی ایک جرم اور قبیح غلطی کی شکل میں دکھایا تھا اب پھر عدم سے ہستی میں آنے لگے اور جو بات ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ حاصل نہ ہو سکی تھی وہ مسلم انڈیا اور اسلامک ریویو کے ذریعہ سے پوری کی گئی اور یہ ناممکن نہ تھا کہ موقع ملجاتا تو :-

ریویو کو مسلم انڈیا کے ساتھ

ملحق کر دیا جاتا کیونکہ ایسی تجاویز بھی درپیش تھیں لیکن مسیح کے بھیجنے والے خدا نے یہ نہ چاہا کہ اسکے مرسل کی خلافت وزری ہو اور احمدی کہلا کر احمد کے نام کو دُنیا تک نہ پہنچایا جائے اس لئے ریویو آف ریلیجنز اپنی اصل حالت میں رہا بلکہ ضرورت وقت کے ماتحت احمد کو پورے زور کے ساتھ "نبی اللہ" کے طور پر اسی ریویو کے ذریعہ پیش کیا گیا +

اب اللہ تعالیٰ کے ان تصرفات کو دیکھ کر اور مسیح موعود کے پاک منشاء کا علم رکھکر تقویٰ کا تقاضا تھا کہ ریویو کا سابق ایڈیٹر اپنے مرشد کے خلاف منشاء کارروائی کر کے اس جرم سے احتراز کرتا جسکے ارتکاب سے اسکو مسیح موعود نے روکا تھا +

ہم کو علم ہے کہ خواجہ صاحب نے موقع دیکھ کر وہی کیا جسے وہ سیدنا حضرت مسیح کی زندگی میں نہ کر سکے اور نہ کر سکتے تھے ہم جانتے ہیں کہ انکے مسلم انڈیا میں مسیح موعود کا ذکر اسقدر بھی نہیں ہو سکتا جسقدر ایک غیر احمدی اور دشمن سلسلہ اخبار میں ہو سکتا ہے۔ ہم اس سے ناواقف نہیں کہ اسلامک ریویو کا احمدی کہلانیوالا ایڈیٹر اپنے مسیح کا ذکر کرنا سم قاتل سمجھتا اور اظہارِ حق کی اس قدر جرأت بھی نہیں رکھتا جسقدر اس رسالہ کے نامہ نگاروں کو ہے مثلاً مشیر حسین قدوائی مسلم انڈیا کی تازہ ترین اشاعت میں اپنے پیشوا (مسیح موعود کے ہمعصر اور منکر) وارث علی شاہ سکنہ دیوہ کو بطور ایک "مسلمان ولی اللہ" کے پیش کرتا ہے مگر تعلیم الاسلام سکول کے سابق ہیڈ ماسٹر یا مسیح موعود کی محبت کا دم بھرنے والے خواجہ میں قطعاً یہ اخلاقی قوت نہیں کہ چودھویں صدی کے چاند خدا تعالیٰ کے فرستادہ مسیح موعود مہدی مسعود کا نام اس خاص امتیاز کے ساتھ پیش کر سکے جو خدا نے اسے بخشا ہے لیکن با این ہمہ ہمارا خیال تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کو مسیح موعود کا فیصلہ یاد ہوگا اور وطن کے پیشکردہ

سفید و زرد رنگوں

کے بدلے وہ

ثمناً قلیلاً

پر اللہ تعالیٰ کی آیت مسیح موعود کا ذکر فروخت نہ کرینگے اور جو دل میں ہے وہی زبان پر لائینگے مگر آہ ! گرگ نفس تیرا بُرا ہو تو نے بلعم سے بے ضرر بڑے کو موسیٰ کی مخالفت پر اُکسایا اور موقع پا کر اسے اپنا لقمہ بنا لیا۔ اور آہ ! اے الفت سیم و زر تیرا بھلا ہو تو نے بہت سے پارساؤں کے جامہ ہائے تقویٰ چاک کرا کر انھیں چاہِ ضلالت میں ڈالا ہے +

ہمارا خیال غلط نکلا مولوی محمد علی صاحب اب وہ نہیں جو مسیح موعود کے سامنے تھے اور ممکن ہے کہ وہ

وہی زبان پر لاتے ہوں جو انکے دل میں ہے

اسپر بھی بات وہی رہی کہ وہ یقیناً اب وہ نہیں جو قادیان کے مولوی محمد علی صاحب تھے۔ انھوں نے قادیان اور قادیان کے مسیح کو چھوڑ کر جذبات وطن پرستی کو اپنے اندر جگہ دی ہے اور جو بات وہ قادیان میں رہ کر نہیں کر سکتے تھے اب اسے لاہور رہ کر نہایت عمدگی سے کر رہے ہیں چنانچہ ان کے تفسیری نوٹ متعلق پارہ اول شائع ہو چکے ہیں جیپر اُنکے سابقہ مخالف مگر موجودہ دوست وطن نے نہایت خوشی سے مفصلہ ذیل ریویو کیا ہے اور پچاس جلدیں خرید کر مدد بھی کی ہے۔ وطن لکھتا ہے :-

”انھوں نے قرآن شریف اور مذہب اسلام کی خدمت کی ہے نہ کہ خالص مرزائیت کی۔ مثلاً انھوں نے وبالآخرۃ ھم یوقنون سے اعمال کی جزا سزا پر ایمان لانا ہی مُراد لیا ہے۔ بعض دوسرے مرزائیوں کیطرح یہ نہیں کیا کہ وبالآخرۃ ہم یوقنون سے مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان لانا ثابت ہوتا ہے۔ بشرط موقع آئندہ ہم اس کتاب کے بعض لطیف اقتباس بھی بطور نمونہ ناظرین کی خدمت میں پیش کرینگے۔ ہماری خواہش ہے کہ مولوی صاحب موصوف اسی طرح پورے قرآن شریف کے تفسیری نوٹ شائع کر سکیں“۔

ہم مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر وطن کو مبارک باد دیتے ہیں کہ آخر انکی رائے غالب آئی۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے وہی کیا جس سے مسیح موعود نے ان کو روکا تھا +

غیر مبائعین احباب ! کیا تم کو علم ہے کہ مسیح موعود ثریا سے قرآن شریف زمین پر لائے تھے اور کیا تم جانتے ہو کہ وہ برگزیدہ خدا انعمت علیھم کی زندہ تفسیر تھا اور ام الکتٰب کو اپنے دعوٰی کی بین دلیل ٹھہراتا تھا۔ مگر تمہارا امیر اس سورۃ کی تفسیر کرتے وقت یا تو جو دل میں ہے اُسے زبان پر لانیکی محض مال و زر کی محبت اور غیر احمدی روپیہ کی خاطر جرأت نہیں کرتا۔ یا پھر اگر اس کا دل اور زبان ایک ہے تو وہ بھی مسیح موعود کا ذکر سم قاتل سمجھتا ہے۔

دوستو۔ غیرت۔ غیرت۔ غیرت۔ تقوٰی۔ تقوٰی۔ تقوٰی

سنو! خاصان خدا کی نظر میں زمینی مُلک و مِلک اور تاج و تخت اور مال و متاع کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی وہ آسمانی بادشاہت میں وہ روحانی خزائن دیکھتے ہیں کہ زمین کی وجاہت زمین کی دولت اور زمین کا اقتدار انکی آنکھ میں حقیر معلوم ہوتے ہیں چنانچہ خدا کا برگزیدہ مسیح فرماتا ہے :-

بہ تاج و تخت زمین آرزو نمے دارم
نہ شوق افسر شاہی بدل مرا باشد
مرا ایں است کہ ملک سما بدست آید
کہ مُلک و مِلک زمین را بقا کجا باشد
حوالتم بہ فلک کردہ اند روز نخست
کنوں نظر بہ متاع زمین چرا باشد

یہ تو خاصہ ہے ان لوگوں کا جو زمین پر رہ کر آسمان کے ہوتے ہیں اب انکے مقابل وہ لوگ ہوتے ہیں جنکی آنکھ میں دُنیا کی عزت دُنیا کا جلال اور دل میں زمین کے لوگوں کا خوف اسقدر جگہ لیتا ہے کہ وہ اظہار حق میں متامل اعلانِ صداقت میں مذبذب ہوتے ہیں +

یاد رکھو! کامیاب آخر میں آسمان پر بھروسہ رکھنے والے حق پسند اور حق گو آسمانی آدمی ہی ہوتے ہیں جن کا دل آنکی زبان کا ساتھ دیتا ہے جو وقت آجائے تو حق کی خاطر شہید کربلا یا شہیدین افغانستان کیطرح حرم صداقت کی مقدس ریت کو اپنے راستی نما خون سے رنگین کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ اور وہی کہتے ہیں جو مسیح موعود کے نقشِ قدم پر چلنے والے محمود نے آجسے کئی برس پہلے کلامِ محمود میں کہا تھا ؎

وہی بولیں جو دل میں ہو ہمارے
خلافِ فعل ہو اپنی نہ تقریر

پس احمد کی محبت کا دعوٰی کرنیوالو! یا تو ایسے امیر کی عظمت اور امارت کو خدا کے لئے احمد قادیانی کی اُلفت کے لئے نہیں نہیں بلکہ حق کے لئے اس طرح ترک کردو جس طرح اُس نے قرآن کو آسمان سے لانیوالے مسیح کا ذکر ترک کیا ہے اور دامن محمود سے وابستہ ہو جاؤ۔ یا پھر صراحت سے کہدو کہ ہم مسیح موعود کو وہ نہیں مانتے جو اُسکی کتابیں اور اسکے دعاوی منوانا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تم کو حق شناسی کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین +

# تصدیق المسیح

## (انی مھین من اراد اھانتک)

ایک وہ زمانہ تھا جب حضرت اقدس نے دنیا میں اپنے دعوٰی کا اعلان کیا اور دعوٰی کی تائید میں اپنی عربی کتابیں پیش کر کے تمام دُنیا کے علماء کو چیلنج دیا کہ آؤ میرے مقابلہ میں ایسی فصیح و بلیغ عربی لکھو۔ جاؤ اہل زبان عربوں کو لے آؤ۔ بیروت اور مصر کے عالموں کو اکٹھا کرو۔ لیکن تم کبھی میرا مقابلہ نہ کر سکوگے

اس پر تحدی دعوٰی کو سُنکر دُنیا حیران رہگئی۔ علماء نے اپنی ندامت کے مٹانے کے لئے کہنا شروع کیا کہ مرزا صاحب کی کتابوں میں عربی کی غلطیاں ہیں فصاحت نہیں بلاغت نہیں لیکن افسوس کہ کسی نے بھی کوئی کتاب پیش نہیں کی کہ یہ میری کتاب ۔ مرزا صاحب کی کتابوں سے ابلغ و افصح ہے گھر بیٹھے غلطیاں نکالنا۔ فصاحت و بلاغت پر نکتہ چینی کرنا ایک لغو امر ہے۔ کیا قرآن مجید کی فصاحت اور بلاغت پر مسافر آگرہ کے عربی سے جاہل نامہ نگار تک نکتہ چین نہیں ؟ اور کیا اس نے قرآن مجید کے کلام معجز نما پر کوئی دھبہ آتا ہے ہرگز نہیں بلکہ بات تو تب بنتی ہے جب واقعہ میں کوئی کتاب اس شان کی تصنیف کیجائے۔ لیکن حضرت اقدس کے مقابلہ میں کسی عالم کسی اہل زبان کسی بیروتی۔ مصری۔ ہندی نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ ہاں لونشاء لقلنا کا ورد سب کی زبان پر رہے منجملہ اور علماء کے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی ایسے عالم ہیں جنھیں یہ توفیق تو کبھی نصیب نہ ہوئی کہ کوئی ایک جز کا رسالہ ہی مقابل میں پیش کرتے۔ لیکن یہ شور مچاتے رہے کہ مرزا صاحب عربی کا صیغہ تک نہیں جانتے مگر خدا کی غیرت نے انی مھین من اراد اھانتک کے رنگ میں جلوہ دکھایا اور مولوی محمد حسین نے اشتہار دیا کہ مرزا صاحب نے عجبت لہٗ استعمال کیا حالانکہ عجب کا صلہ لام نہیں آتا۔ اسپر حضرت صاحب نے احادیث صحیحہ اور دواوین عرب سے بیسیوں مثالیں دیں جنمیں عجب کا صلہ لام لایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کے اس جواب پر مولوی محمد حسین صاحب کی سب قلعی کھل گئی اور پبلک کو مولوی صاحب کی عربی دانی کا حال معلوم ہو گیا اور دُنیا نے دیکھ لیا کہ خدا نے

مسیح کو جاہل ٹھہرانے والا خود ایسا جاہل ہے جسے عربی کا ایک معمولی صلہ بھی نہیں آتا۔ خیر یہ تو ایک مشہور واقعہ ہے لیکن آج ہم اسکی ایک اور مثال پیش کرتے ہیں اور وہ مولوی ثناءاللہ صاحب کا وجود ہے مولوی صاحب نے یہ جرأت کبھی نہیں کی۔ کوئی چھوٹا سا رسالہ ہی حضرت اقدس کی کتابوں کے مقابل میں پُرفصاحت وبلاغت پیش کرتے لیکن حضرت اقدس کی عربی غلطیاں نکالنے کے مدعی آپ بھی ہیں منجملہ ان غلطیوں کے ایک لفظ کَلَّمَ تَکْلِیْمًا بھی ہے اسکے دو معنے ہیں کلام کرنا۔ اور زخمی کرنا۔ موخرالذکر معنوں کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود نے آیت شریفہ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ کے یہ معنے کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں طاعون کے کیڑے کی پیشگوئی فرمائی ہے اور تکلمهم کے معنے زخمی کرنے کے ہیں۔ اور واقع میں چودھویں صدی ہجری میں مَا کُنَّا مُهْلِکِی الْقُرٰی حَتّٰی نَبْعَثَ فِیْ اُمِّهَا رَسُوْلًا کے مطابق ایک نبی کا مبعوث ہونا اور پھر دابۃ الارض کا زمین سے نکلکر اور لوگوں کو زخمی کرکے انھیں ہلاک کرنا قرآن اور اسلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے حضرت مسیح موعود کے اس استدلال کو ایڈیٹر تشحیذ الاذہان نے اپنے رسالہ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ مولوی ثناءاللہ صاحب نے تشحیذ کا وہ نمبر دیکھ کر اپنے رسالہ مرقع (یہ ۱۹۰۷ء کی بات ہے) میں اسکی تردید اس طرح پر کی کہ کَلَّمَ تَکْلِیْمًا کے معنے زخمی کرنا عربی میں استعمال نہیں ہوتے اور کلّم کے معنے صرف کلام کرنے کے ہیں زخمی کرنے کے اسکے معنے نہیں چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں:۔

"سارا زور اس مضمون کا تکلم کے لفظ پر ہے جسکے معنے آپ نے کئے ہیں کہ وہ دابہ زخمی کریگا۔ حالانکہ اس لفظ کے معنے کلام کرنیکے ہیں" مرقع دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۳ سطر ۸ و ۹

پھر سطر ۱۴ و ۱۵ - میں لکھتے ہیں۔ یہ صیغہ باب تفعیل سے ہے یعنی تکلیم سے تکلیم کے معنے ہمیشہ کلام کرنیکے آتے ہیں مگر قادیانی نبوت جیسی جدیدہ ہے اسکی لغات بھی جدیدہ ہیں +

ناظرین دیکھئے اوپر کی دو تحریروں میں مولوی صاحب نے کیسے شدومد سے اسبات پر زور دیا ہے کہ کلّم کے معنے صرف بات کرنیکے ہیں اور کوئی معنے ہی اس لفظ کے نہیں اور پھر تحدّی سے دعویٰ کیا ہے کہ کلّم کے معنے زخمی کرنے کے لغت عرب میں کہیں نہیں پائے جاتے اور پھر ہنسی کی ہے کہ جس طرح مرزا صاحب کی نبوّت جدیدہ ہے اسی طرح کلّم کے معنے زخمی کرنیکے بھی بالکل نئے ہیں لغت عرب میں ان کا نام ونشان بھی نہیں لیکن مولوی کو اس مضمون کے لکھتے وقت یہ خیال نہ تھا کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کو اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ کا الہام ہو چکا ہے ورنہ شائد مولوی صاحب حضرت اقدس کی اہانت کرکے خود ذلیل نہ ہوتے +

اب میں ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مولوی محمد حسین صاحب کیطرح مولوی ثناءاللہ کی ذلّت کا سامان بھی اللہ تعالیٰ نے کردیا اور وہ دن آگیا جبکہ مولوی صاحب موصوف کی عربی دانی کی قلعی کھولی جاوے اور آپکے پر تحدّی دعووں اور آپ کی وسیع علمی معلومات کی حیثیت سے پبلک کو آگاہ کیا جاوے۔ دیکھئے میں ذیل میں عربی کی تمام مشہور اور مستند لغات کے حوالہ سے ثابت کرونگا کہ کلّم تکلیمًا کے معنے زخمی کرنیکے ہیں اور یہ کہ مولوی صاحب نے بالکل جھوٹ لکھا ہے کہ کلّم کے معنے صرف بولنے کے ہیں اور وہ مولوی جو حضرت صاحب کی غلطیاں نکالتا ہے خود کیسا جاہل ہے۔ دیکھئے

(۱) قاموس۔ کَلَّمَہٗ جَرَّحَہٗ (یعنے کلّم کے معنے زخمی کرنیکے ہیں) قاموس جلد رابع فصل الکاف باب المیم جلد رابع صفحہ ۱۷۴ مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر +

(۲) تاج العروس۔ کَلَّمَہٗ تکلیمًا جرحہٗ (یعنے کلّم کے معنے زخمی کرنے کے ہیں) فصل الکاف باب المیم تاج العروس جلد تاسع صفحہ ۴۹ +

(۳) اقرب الموارد۔ کَلَّمَہٗ تکلیمًا جَرَّحَہٗ (یعنے کلّم کے معنے زخمی کرنے کے ہیں) اقرب الموارد +

دیکھئے۔ اوپر میں نے مستند لغات کے حوالوں سے ناظرین کو دکھا دیا کہ کلّم کے معنے زخمی کرنے کے ہیں اب مولوی ثناءاللہ کی وہ تحدّی کہاں کیا اسی علمیت پر مولوی فاضل کہلانے کا شوق ہے +

کیا مولوی فاضل ہوکر عربی سے ایسی ناواقفیت اور پھر سلطان القلم کے مُنہ آنا۔ ہم مولوی ثناءاللہ کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ کو ثابت کریں کہ کلّم کے معنے صرف بولنے کے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی معنے نہیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ کو کبھی ثابت نہیں کرسکتے اور یہ وبال ہے حضرت جری اللہ کی عربی پر نکتہ چینی کا یہ ہے اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ +

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ +

## رباعیات

(۱)

نور دینؓ کا قول یہ پیغام قابل غور ہے
اپنا اسلام اور ہے اور ان کا اسلام اور ہے
جب مسیحا خود کہے مومن نہیں منکر میرا
کس لئے محمودؓ پر پھر انکا یہ ظلم وجور ہے

(۲)

قدرت ثانی کا مظہر نہیں محمود اگر
کس لئے اسکو مسیحا نے کہا فضل عمرؓ
اس کے انکار سے احمدؑ کا بھی انکار ہوا
کاش یہ غور کرے دل میں پیامی لیڈر

شیخ نصیر احمد احمدی انبالہ چھاونی

# یسوع کا مشن

دُنیا میں خدا کے راستباز نبی اس لیئے آئے کہ بھُولے بھٹکوں کو راہ دکھائیں کمزوروں کو زور آور اور ضعیفوں کو طاقتور بنادیں اور لوگوں کے نقص دُور کر کے انھیں کامل بنادیں خدا کے در سے مُنہ موڑنے والوں کو پھر اسی رحیم کریم درگاہ میں واپس لادیں یہی ان کا مشن تھا اور یہی ان کا مقصد جسکی تکمیل کے لیئے وہ ساری عمر کوشاں رہے انکے دل میں ایک درد تھا انکے قلب میں ایک تڑپ تھی وہ ہر وقت اس دُھن میں رہتے تھے کہ کسی طرح لوگ ان کی باتیں سُنیں اور فائدہ اُٹھادیں انھوں نے لوگوں کے سمجھانے کا کوئی پہلو ہاتھ سے جانے نہ دیا وہ ان کے مجمعوں میں گئے انکی مجلسوں میں شریک ہوئے انکی محلفوں میں زیب محفل ہوئے خلوت میں سمجھایا جلوت میں نصیحت کی صاف اور سادہ لفظوں میں اپنی تبلیغ کی تاکہ کوئی شخص سمجھنے سے قاصر نہ رہے انھوں نے کوئی پیچیدہ بات نہیں کی جو بات کی صاف اور جو کلام کیا سادہ کوئی ایچا پیچی کوئی معما کوئی اغلاق ان کے کلام میں نہیں یہاں تک کہ سب کا سردار سب کا فخر حضرت محمد رسول اللہ صلعم نبی مبعوث ہو کر جو کلام لایا وہ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر کا نمونہ ہے ایک امی ایک جاہل ایک موٹی عقل والے انسان کے سامنے اکی آیتوں کا لفظی ترجمہ کردو۔ وہ سارا مطلب سمجھ جاوے گا کوئی مشکل تمثیل نہیں کوئی معما نہیں صاف اور سادہ کلام ہے یہ کیوں ؟ صرف اس لیئے کہ لانے والا یہ تڑپ رکھتا تھا کہ میری بات ہر شخص سمجھے اور اس پر عمل کر کے نجات حاصل کرے کوئی شخص محروم نہ رہے اور اس تڑپ نے یہاں تک زور مارا کہ اس نے اپنے متبعین کے لیئے ایک قانون بنادیا کہ جب بات کرو تو ایسی کہ مخاطب ضرور اسے سمجھے اور فرمایا کلموا الناس حسب عقولھم یہ تھا رحم کرم ہمارے ہادی کا۔ مگر اس کے مقابل ایک اور . . شخص کو پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ نہیں دُنیا کا ہادی یسوع ہے اور یسوع کی شخصیت دُنیا کی نجات دہندہ ہے مگر آہ ! کوئی مقابلہ کرنے والا ہاں انصاف سے مقابلہ کرنیوالا آوے تو ہم اسے بتاویں کہ ہمارے ہادی اور یسوع میں کتنا فرق ہے اور ہمارے ہادی کی بلند پروازی کسقدر ہے اور اس کے رحم و کرم کا دائرہ کتنا وسیع ہے اس کے دل میں مخلوق الہٰی کے لئے کتنی تڑپ ہے وہ یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرے کلام کو کوئی نہ سمجھے وہ اپنے متبعین تک کو ہدایت کرتا ہے کہ میرے مشن کو ایسے سادہ اور صاف لفظوں میں پیش کرو کہ ہر شخص سمجھ جاوے اور کوئی شخص بھی محروم نہ رہے وہ چاہتا تھا کہ سب لوگ میرے کلام کو سمجھیں پھر اسپر عمل کریں اور اپنے اپنے گندہ عقائد اور بُرے عملوں سے رجوع کریں اور معافی پائیں مگر افسوس کہ وہ یسُوع جسے محمد رسول اللہ صلعم کے مقابل پیش کیا جاتا ہے اس کا مشن ایسا وسیع نہیں نہ اس کے دل میں تڑپ ہے کہ لوگ اسکی باتوں کو سمجھیں اور انپر عمل کر کے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے معافی حاصل کریں وہ اپنا کلام جان بوجھکر مغلق کرتا تھا تاکہ لوگ نہ سمجھیں اور نہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے معافی کے مستحق ہوں اسکے دل میں محمد رسول اللہ صلعم جیسی تڑپ نہ تھی نہ یسوعی درد محمدی درد کے ہم پلہ تھا لیکن باوجود ان باتوں کے پھر یسوع کو محمدؐ کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہے اور عیسوی مشن کو محمدی مشن سے وسیع اور رحیم و کریم سمجھا جاتا ہے حالانکہ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رحم کے مقابلہ میں مسیح کا رحم اور آپ کے کرم کے سامنے مسیح کا کرم اور آپ کی مخلوق الہٰی سے ہمدردی کے مقابل پر مسیح کی ہمدردی کو کوئی نسبت ہی نہیں اور یہ صرف ہمارا بے بُنیاد دعویٰ نہیں بلکہ یسوع کی انجیل اس بات کا اظہار کرتی ہے اور یسوعی انجیل کو پڑھنے والا اسے پڑھتے ہی معلوم کرلیتا ہے کہ مسیح کا مشن صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا تمام دُنیا کے لیئے نہ تھا اور جو تڑپ لوگوں کی ہدایت کی محمدؐ کے دل میں تھی وہ مسیح کے دل میں نہ تھی اس کے ثبوت میں مرقس کی انجیل کا ملاحظہ کرو۔ وہاں لکھا ہے کہ مسیح نے ایک دفعہ مغلق تمثیلوں میں گفتگو کی۔ کوئی شخص نہ سمجھا اور جب مجمع برخاست ہو گیا اور تمام لوگ چلے گئے تو مسیح کے خاص ساتھیوں نے اس سے اس اغلاق کی وجہ پوچھی۔ ذیل میں اصل گفتگو ملاحظہ ہو۔ جب وہ اکیلا رہ گیا تو اسکے ساتھیوں نے اُن بارہ سمیت اس سے اِن تمثیلوں کی بابت پوچھا ٥ اس نے ان سے کہا کہ تمھیں خدا کی بادشاہت کا بھید دیا گیا ہے مگر ان کے لیئے جو باہر ہیں سب باتیں تمثیلوں میں ہوتی ہیں ٥ تاکہ وہ دیکھتے ہوئے دیکھیں اور معلوم نہ کریں اور سنتے ہوئے سُنیں اور نہ سمجھیں ایسا نہ ہو کہ وہ رجوع لاویں اور معافی پائیں مرقس ۴ باب آیت ۱۰ تا ۱۲۔

ناظرین یہ ہیں خیالات اس شخص کے جسے تمام دُنیا کا منجی کہا جاتا ہے اور یہ ہے اعتقاد اس انسان کا جسکے متعلق آج یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ دنیا کیلئے آیا۔ اور دُنیا کے لئے اس نے جان دی۔ مگر آہ ! تابع اور متبوع کے خیالات میں کس قدر تفاوت ہے دیکھو یسوع تمثیلوں میں گفتگو کرتا ہے اور جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ مشکل سے سمجھ میں آنے والی تمثیلوں میں کلام کرنے سے آپ کا کیا مقصد تو جواب ملتا ہے تاکہ لوگ نہ سمجھیں اور جب کلام ہی نہ سمجھیں گے تو توبہ بھی نہیں کرینگے اور اس طرح معافی بھی حاصل نہ کرینگے۔ کیا یہی وسعت قلبی ہے کیا یہی یسُوع کا مقدس مشن ہے جسے یورپ و امریکہ کے پادری لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ہندوستان لیکر آتے ہیں کیا ایسا شخص جو لوگوں کی نجات اور رستگاری کو ناپسند کرتا ہے اور الہٰی تعلیم کو مغلق تمثیلوں میں پیش کرتا ہے تاکہ لوگ رجوع کر کے معافی نہ حاصل کرلیں۔ ہمارا لیڈر ہو سکتا ہے کیا یسُوع کے یہی اخلاق ہیں ؟ کیا انہی خیالات کے ہوتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ اس نے لوگوں کے لیئے جان دی۔ آہ ! وہ شخص جو اس ڈر سے کہ کلام الہٰی کو سُنکر لوگ توبہ کرینگے اور انھیں معافی حاصل ہو جاویگی۔ لوگوں سے اپنے کلام کو چھپاتا ہے۔ آج پادریوں کا گروہ اسے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم کے مقابل پیش کرتا ہے کیا ایسا . . . انسان اس مقدس اور وسیع الحوصلہ انسان کا مقابلہ کر سکتا ہے جس کے قلب کا نقشہ باری تعالیٰ ان لفظوں میں کھینچتے ہیں لعلّک باخعٌ نفسک علیٰ آثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا۔ یعنی اے رسول تو تو اس فکر میں اپنی جان ہلاک کردیگا کہ کسی طرح تمام دُنیا ایمان

لاکر نجات حاصل کرے پھر کیا وہ شخص جو یہ کوشش کرتا ہے کہ میری خاص قوم اور خاص شاگردوں کے سوا کوئی شخص نجات نہ حاصل کرے اور اسے تمام لوگوں کا نجات حاصل کرلینا تکلیف دیتا ہے اس رحیم کریم انسان کا مقابلہ کرسکتا ہے جس کا مشن قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا کے لفظوں سے ظاہر ہوتا ہے کیا ہم مسلمانوں کے لئے یہ فخر کا مقام نہیں کہ غیر قوموں کے لیڈر محض اپنی قوم کی ہدایت کے لئے آئے اور ان کے مشن محدود تھے مگر ہمارا لیڈر تمام دُنیا کے لئے آیا اور اس کا مشن غیر محدود تھا۔ لیکن عیسائیوں پر افسوس کہ وہ ایسے شخص کو لیڈر سمجھتے ہیں اور اس انسان کو اپنا ہادی اور رہنما بنا رکھا ہے جو دل سے چاہتا ہے اور کوشش بھی کرتا ہے کہ جو لوگ میری بات نہ سمجھیں اور نیک تعلیم پر عمل پیرا نہ ہوں تا وہ نہ توبہ کریں نہ انھیں معافی حاصل ہو۔ ایسا انسان تو اس قابل نہیں کہ وہ کوئی معمولی مصلح بھی سمجھا جاسکے کجا یہ کہ اسے سرتاج اولین و آخرین حضرت محمد مصطفےٰ کے مقابل میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاوے +

# عدل اور رحم

مسیحی مذہب کی بنیاد عدل اور رحم پر ہے جو تعریف وہ لوگ عدل کی کرتے ہیں اگر وہ تسلیم کرلیجاوے اور پھر ساتھ ہی مان لیا جاوے کہ خدا عادل ہے تو واقعہ میں پھر کفارہ کے ماننے کے بغیر کوئی چارہ نظر نہیں آتا لیکن عیسائیوں کو یہی ٹھوکر لگی ہے کہ پہلے انھوں نے عدل کی غلط تعریف فرض کرلی کہ عدل کہتے ہیں نہ کسی کا حق مارنا اور نہ حق سے زیادہ دینا نہ کسی کی مزدوری رکھنی نہ مزدوری سے زیادہ کچھ عنایت کرنا۔ نہ کسی کو گناہ سے بڑھکر سزا دینی اور نہ نیکی سے بڑھکر کوئی اجر دینا نہ کسی کو بے قصور پکڑنا۔ اور نہ کسی کا گناہ معاف کرنا۔ پھر اس غلط تعریف کے بعد یہ عقیدہ اختیار کیا کہ خدا تعالیٰ عادل ہے اور جب خدا تعالیٰ عادل ہُوا تو ماننا پڑا کہ وہ اپنے بندوں کے گناہ معاف نہیں کرتا اور نہ کرسکتا ہے ادھر یہ تسلیم کیا کہ آدم کی وجہ سے ہر فرد بشر گناہ گار ہے اور جب سب گنہگار ہوئے اور خدا عادل ہُوا تو نتیجہ یہ نکلا کہ سب دوزخی ہیں لیکن یہ بھی گوارا نہیں کہ ساری مخلوق دوزخ میں جاوے اس لئے اس الجھن کو اس طرح دور کیا کہ بیٹے نے باپ کے حضور اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں بندوں کے گناہ اُٹھاتا ہوں اور خود گنہگار ہوتا ہوں مجھے سزا دیکر عدل کو قائم رکھیئے عدل بھی قائم رہا اور رحم بھی ہوگیا بندے بھی بچ گئے باپ نے یہ تجویز منظور کرلی بیٹے نے مخلوق کے گناہ اُٹھائے مخلوق بے گناہ ہوکر مستحق نجات ہوگئی باپ نے عدل کی وجہ سے بیٹے کو صلیب پر مروا کر تین دن تک اچھی طرح سزا دیکر پھر زندہ کرکے دائیں ہاتھ بٹھا لیا بیٹا بھی بچ گیا مخلوق بھی بچ گئی عدل بھی ہوگیا رحم بھی ہوگیا یہ ہے عیسائیوں کا کفارہ جس پر ان کے مذہب کی بنیاد ہے لیکن اوّل تو عدل کی یہ تعریف غلط ہے لیکن ہمیں اسجگہ اس سے بحث نہیں فرض کرلو عدل اسی کا نام ہے لیکن ساری بحث تو یہ ہے آیا خدا تعالیٰ بھی اس عدل سے موصوف ہے یا نہیں گو عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا عادل ہے اور کسی کو اسکی نیکی سے بڑھکر جزا نہیں دے سکتا۔ اور نہ بغیر سزا دیئے کسی کا جرم معاف کرسکتا ہے مگر انجیل انکے اس عقیدہ کو غلط ٹھہراتی ہے اور ہم ذیل میں انجیل ہی سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ عیسائیوں کے جعلی عدل کی دونو شقیں یعنی :-

(۱) کوئی جرم اور گناہ بغیر سزا کے نہ چھوڑنا۔

(۲) نیکی کا بدلہ استحقاق سے بڑھ کر نہ دینا۔

انجیل کی رو سے بالکل باطل ہوجاتی ہیں اسبات کے ثبوت کے لئے ہم ناظرین کو متی کی انجیل کیطرف متوجہ کرتے ہیں اور پہلی بات کہ خدا تعالیٰ کوئی جرم بغیر سزا اور کوئی قرض بغیر ادائیگی کے معاف نہیں کرتا ذیل کے حوالہ سے باطل ثابت کرتے ہیں +

آسمان کی بادشاہت اس بادشاہ کی مانند ہے جسنے اپنے نوکروں سے حساب لینا چاہا اور جب حساب لینے لگا تو اسکے سامنے ایک قرضدار حاضر کیا گیا جسے دس ہزار توڑے دینے تھے مگر چونکہ اسکے پاس کچھ ادا کرنیکو نہ تھا اس لئے اسکے مالک نے حکم دیا کہ یہ اور اس کے جورو بچے اور جو کچھ اس کا ہے سب بیچا جاوے اور قرض وصول کرلیا جاوے پس نوکر نے گرکر اسے سجدہ کیا اور کہا اے خداوند مجھے مہلت دے تو میں تیرا سارا قرض ادا کردونگا اس پر نوکر کے مالک نے ترس کھاکر اسے چھوڑ دیا اور اس کا قرض بخش دیا متی باب ۱۸ آیت ۲۳ تا ۲۸ +

دیکھئے یہاں پر مسیح نے کیسے کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ آسمان کا بادشاہ یعنی خدائے تعالیٰ اُس بادشاہ کیطرح ہے جسنے بغیر کسی قسم کی سزا کے مجرم کا قصور معاف کردیا اور بغیر کسی ادائیگی کے اسکا سب قرضہ معاف کردیا اب عیسائی صاحبان سے میرا سوال ہے کہ اگر خداوند خدا واقع میں کسی کا جرم بغیر سزا کے معاف نہیں کرتا تو مسیح نے خدا تعالیٰ کی مثال ایسے بادشاہ سے کیوں دی جو بغیر سزا کے جرم معاف کرتا اور بغیر انتقام کے گناہ سے عفو کرتا اور بغیر ادائیگی کے قرض معاف کرتا ہے اور اگر ایک بخیل کو حاتم طائی سے تشبیہ دینا اور رستم کی مثال میں ایک کمزور اور نحیف شخص کو پیش کرنا بیوقوفی ہے تو کیا خداوند خدا کو جو بغیر انتقام کے کسی کا جرم معاف نہیں کرتا ایسے بادشاہ سے تشبیہ دینا جو بڑے سے بڑے جرم کو بغیر کسی خفیف سے خفیف سزا کے بھی معاف کردیتا ہے کم عقلی نہیں ؟ لیکن مسیح نے چونکہ خدا کی بادشاہت کو اس دنیوی بادشاہت سے تشبیہ دی جو بڑے بڑے جرموں کو بغیر کسی سزا کے بخش دیتی ہے تو لامحالہ عیسائیوں کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ انکے عدل کی پہلی ٹانگ ٹوٹ گئی اور مسیح کے قول کے بموجب واقع میں خدا تعالےٰ بغیر کسی سزا کے اور بدون کسی انتقام کے اور بلا کسی کفارہ کے اپنی مخلوق کے گناہ معاف کرسکتا ہے اور انکی خطاؤں سے درگذر کرسکتا ہے اور انکے قصوروں پر چشم پوشی کرسکتا ہے اس کے بعد خود ساختہ عدل کی دوسری ٹانگ یعنی استحقاق سے بڑھکر اجر نہ دینا۔ اور مزدوری سے زیادہ فائدہ نہ پہنچانا کے ابطال کے لئے بھی متی کو دیکھو۔ مسیح کہتا ہے۔

کیونکہ آسمان کی بادشاہت اس گھر کے مالک کی مانند ہے جو سویرے نکلا تاکہ اپنے انگوری باغ میں مزدور لگائے اور اس نے مزدوروں سے ایک دینار روز ٹھہرا کر انھیں اپنے باغ میں بھیجدیا اور پھر پہر دن چڑھے کے قریب نکلکر اس نے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا اور اس نے کہا تم بھی باغ میں چلے جاؤ جو واجب ہے تمہیں دونگا پس وہ چلے گئے پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر نکلکر ویسا ہی کیا اور کوئی ایک گھنٹہ دن رہے نکلکر اوروں کو کھڑے پایا اور اُس نے

کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہے انھوں نے اس سے کہا اس لئے کہ کسی نے ہم کو مزدوری پر نہیں لگایا۔ اس نے ان سے کہا تم بھی باغ میں چلے جاؤ جب شام ہوئی تو باغ کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا کہ مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لے کر پہلوں تک انھیں مزدوری دیدے جب وہ آئے جو گھنٹہ دن رہے لگائے گئے تھے تو انھیں ایک ایک دینار ملا جب پہلے مزدور آئے تو انھوں نے سمجھا کہ ہمیں زیادہ ملے گا اور انکو بھی ایک ہی ایک دینار ملا جب ملا تو گھر کے مالک سے یہ کہکر شکایت کرنے لگے کہ ان پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کام کیا ہے اور تو نے انھیں ہمارے برابر کر دیا جنھوں نے دن بھر کا بوجھ اُٹھایا اور سخت دھوپ سہی اس نے جواب دیکر انمیں سے ایک سے کہا میاں میں تیرے ساتھ بے انصافی نہیں کرتا کیا تیرا مجھ سے ایک دینار نہیں ٹھہرا تھا جو تیرا ہے اُٹھالے اور چلا جا میری مرضی یہ ہے کہ جتنا تجھے دیتا ہوں اس پچھلے کو بھی اتنا ہی دُوں کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال کو جو چاہوں سو کروں

(متی ۲۰ باب آیت ۱ تا ۱۶)

دیکھئے مندرجہ بالا حوالہ میں مسیح نے کھلے لفظوں میں اقرار کیا ہے کہ آسمانی بادشاہ یعنی خدا تعالےٰ اس بادشاہ کیطرح ہے جسنے ایک گھنٹہ کام کرنیوالوں کو محض اپنے کرم اور رحم سے اُنکی مزدوری سے بڑھ کر اُجرت دی اور انھیں صرف ایک گھنٹہ کام کرنے پر اتنے دام دیئے جتنے بارہ گھنٹہ کام کرنے والوں کو دیئے تھے لیکن اگر عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق خداوند خدا عادل ہے اور وہ کسی شخص کو اس کی نیکی سے بڑھ کر اجر نہیں دیتا تو مسیح نے خدا کو ایسے بادشاہ سے کیوں تشبیہ دی جسنے اپنے مزدوروں کو اُنکے کام سے بارہ گنی مزدوری دی مسیح کا خداوند باپ کو ایسے رحیم بادشاہ سے تشبیہ دینا ہی بتاتا ہے کہ مسیح ناصری کا یہی اعتقاد تھا کہ آسمانی باپ عیسائیوں کے خود ساختہ عدل میں گرفتار نہیں بلکہ وہ نہایت رحیم و کریم ہے اور وہ نیکی سے بڑھ کر ثواب دیتا ہے اور کام سے بڑھ کر اُجرت پھر علاوہ ازیں مندرجہ بالا عبارت میں کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال کو جو چاہوں سو کروں والا فقرہ کیسا صاف فقرہ ہے اسمیں مسیح اللہ تعالیٰ کے رحم اور کرم کی وسعت کی دلیل دیتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا مجبور اور محتاج نہیں بلکہ وہ قادر اور مالک ہے اسی نے مزدور کی اُجرت مقرر کی وہی کام پر لوگوں کو لگاتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے کہ جسے چاہے اُجرت سے کتنی زیادہ مزدوری دے اسکے خزانوں میں کمی نہیں کوئی شخص اس سے حساب لینے والا نہیں کسی کا اسیر زور نہیں اپنے خزائن کا وہ اکیلا مالک ہے جسے چاہے جتنا دے کوئی اسے روکنے والا نہیں کیا اُسے روا نہیں کہ اپنے مال کو جو چاہے کرے غرض مندرجہ بالا دونوں حوالوں سے عیسائیوں کے خود ساختہ عدل کی دونوں ٹانگیں بالکل ٹوٹ جاتی ہیں اور جب عدل ہی نہ رہا تو پھر رحم نے اسکی جگہ لے لی اور اس طرح گناہ بھی معاف ہو سکتے ہیں نیکی سے بڑھ کر اجر بھی مل سکتا ہے بندے بھی دوزخ سے بچ سکتے ہیں پیارے بیٹے کو صلیب دینے کی بھی ضرورت نہیں رہتی اور کفارہ کی ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے اور عیسائیت کا تانا بانا ادھڑ جاتا ہے اور یہی ہمارا مقصود ہے والحمد للہ رب العلمین +

# تازہ خبریں

**انسداد مے نوشی۔** میں جزائر برطانیہ کے تاجران شراب و سپرٹ کا ایک وفد اثنائے جنگ میں انسداد مے نوشی کے مسئلہ پر گفتگو کرنیکی غرض سے مسٹر لائڈ جارج کی خدمت میں حاضر ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ کلی انسداد کی بجائے تیز شراب پر ۵ شلنگ فی گیلن محصول چونگی اضافہ کرنیکی تجویز پیش کیگئی +

**ہولناک آتشزدگی۔** لنڈن ۱۱- اپریل لورپول کے ایک کارخانہ میں جو سلطنت برطانیہ میں تمباکو کا عظیم ترین کارخانہ ہے آتشزدگی سے ۲½ لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا +

**جرمنی اور اٹلی۔** لنڈن ۱۰- اپریل۔ جرمن حکام نے جرمنی سے اٹلی کو مال کی روانگی بند کر دی ہے +

**لنڈن** ۱۲- اپریل۔ برشیا تمپلز لگھورن اور کومو میں جنگ کی حمایت میں عظیم الشان مظاہرے ہوئے +

**آسٹریلیا** کے بڑے پادریوں نے بھی لوگوں کو تا محاربہ شراب چھوڑ دینے کی تاکید کی ہے صوبہ وکٹوریا میں بروقت وافر بارش ہو جانے سے زرعی حالت بہت اعلیٰ ہو گئی ہے +

**نوجوان ترکوں** نے تاکید اور فوری مطالبہ کیا ہے کہ جرمنی تین لاکھ سپاہ سرویا کو فتح۔ بلگیریا کو مرعوب اور جنگی سامان کے ترکی میں پہنچ سکنے کا راستہ صاف کرنے کے لئے ڈینیوب پار روانہ کرے۔ بصورت انکار نوجوان ترکوں نے خلفا سے صلح کر لینے کی دھمکی دی +

**لنڈن** کے بشپ صاحب نے تمام برطانوی محاذ میں دورہ کرکے بڑے بڑے مجمعوں کے ساتھ شاندار نمازیں ادا کیں +

**ہوائی کارگذاری** پیرس ۱۴- اپریل۔ تمام محاذ پر دن بسکوت گذرا اور پچھلے ہفتہ مختلف موقعوں پر جو پوزیشن فتح کی گئی اس کو ہم نے مستحکم کر لیا۔ طیاروں نے بمقام وگنلینر فوجی شڈوں پر کامیابی بم پھینکے اور ایک پلٹن کو جو کوچ کر رہی تھی منتشر کر دیا +

**ساحل شام پر گولہ باری** جہاز سنٹ لوئس اور بحری طیاروں نے غزا کے قریب جوار میں ایک اہم ترکی کیمپ پر گولہ باری کی (غزا اصلی۔ ترکی و مصری سرحد کے قریب العریش سے اوپر اہم سرحدی ترکی بندر اور قلعہ ہے +

**میدان جنگ کیلئے بوریاں** آجکل کثیر التعداد جنگی بوریاں گورنمنٹ برطانیہ کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں تقریباً ایک ماہ میں ۵ لاکھ بوریاں خندقوں میں بھیجی جا چکی ہیں +

**کارپیتھین** میں ابھی تک دشمن روسیوں کے مقابلہ پر بھاری کمکیں لا رہا ہے بقول آسٹریاں جرمن بڑا حصہ لے رہے ہیں۔ صورت حال ابھی متغیر نہیں ہوئی۔ تاہم روسیوں نے ایک اور بلندی فتح کر لی ہے اور سترمیل کے محاذ میں اصل کرارہ ان کے تصرف میں ہے ان بلندیوں سے ہنگری کا میدان صرف بیس میل ہے۔ مگر درہ از دک پر ابھی روسی قبضہ نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ کارپیتھین کی مکمل تسخیر میں ابھی کئی ہفتے صرف ہو جائیں +

**فرنچ محاربہ** ایپارجس کی فرنچ فتح اہم متصور ہو رہی ہے یہاں پچھلے دو ماہ میں تیس ہزار جرمن ضائع ہوئے +

**قاہرہ** کی خبر ہے کہ نہر سویز کے قریب ترکی سواروں کے چھوٹے چھوٹے دستے پھر حرکت کرتے دیکھے گئے ہیں +

**نیپلز** (اٹلی) میں روئی کے چھ ہزار گٹھے جل گئے ہیں +

**مشغول کارزار** ہندوستانی فوجیوں کے حقوق و مفاد کی حفاظت کے لئے دیوانی نالشات اور قانون میعاد کے متعلق

( باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا )

# حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

## سُورہ بقرہ رکوع چہارم

### ۲۔ اگست ۱۹۱۴ء

جسطرح مثال سے انسان بہت جلدی بات سمجھ سکتا ہے۔ اور بغیر اس کے تمثیلات سمجھنے میں دقت ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو سننے میں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتیں۔ ایسی باتیں سننے والا کہتا ہے کہ واقعی عمدہ ہیں۔ اور سنانے والا بھی خوش ہوتا ہے۔ لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے۔ تو وہ چل نہیں سکتیں۔ پیچھے قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے عقلی دلائل دیئے ہیں کہ کیوں کلام الٰہی آنا چاہیئے؟ کیوں صرف خدا کی طرف سے ہی ہدایت ہونی چاہیئے؟ اور کیوں بغیر اس ہدایت کے حقیقی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی؟ ان باتوں کے دلائل دیئے گئے تھے۔ لیکن سوال ہو سکتا تھا کہ واقعہ میں بھی یہ باتیں ہیں یا صرف زبانی دلائل ہی کا رنگ رکھتی ہیں یہ کہدیا کہ جب تک خدا کی طرف سے کوئی ہادی نہ آئے۔ ہدایت نہیں ہو سکتی۔ اس وقت قابل تسلیم ہو سکتا ہے جبکہ واقعات بھی اس کی تصدیق کریں۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ اب عملی ثبوت بیان فرماتا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہی نہیں کہ اس زمانہ میں ہم صرف عقلی دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ خدا کی طرف سے کلام آنا چاہیئے۔ اور اس کو لانے والا ایک انسان ہونا چاہیئے۔ بلکہ ہمارا عمل بھی ثابت کرتا ہے کہ ہم ابتدا سے ایسے انسان بھیجتے رہے ہیں۔ جنھوں نے خدا کیطرف سے آنے کا دعوےٰ کیا۔ اور ان پر ہمنے اپنا کلام اُتارا۔ چنانچہ تمہارے باپ دادا میں سے ایک آدمی تھا۔ اس کو بھی ہمنے مقرر کر کے دنیا میں بھیجا تھا۔

انسان اپنی تائید کے لیئے خود بھی بہت سے دلائل گھڑ لیتا ہے۔ لیکن وہ دلائل جو پہلے بزرگوں کے ہوں۔ اسکے لیئے وہ زیادہ قوی اور مفید ہوتے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک ثبوت قرآن شریف میں یہ بیان فرماتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت اپنی خود غرضی کے لیئے یہ کہتا ہو کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ لیکن کیا یہ موسیٰ کے پاس بھی تھا۔ کہ اس نے اپنے متعلق اس سے پیشگوئی لکھوالی۔ اسی طرح یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے رسول کا دعوےٰ اپنی بات کے منوانے کے لیئے نہیں بلکہ اس کی صداقت کا یہ ثبوت ہے کہ ہمیشہ ایسے انسان ہوتے آئے ہیں جن کو خدا نے مقرر کیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے لگا ہوں۔

اللہ تعالےٰ کا صرف یہی فرما دینا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے لیئے کافی تھا کہ آدم کو جو ہمنے خلیفہ بنایا۔ اور اس نے بھی اسی طرح دعوےٰ کیا۔ تو کیا ان دونوں نے مشورہ کر لیا تھا؟ نہیں پس یہی کافی تھا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے ملائکہ کے اعتراض وغیرہ جو بیان فرمائے تو انکی کیا وجہ ہے۔ اس کے لیئے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالےٰ کی قرآن شریف میں یہ سنت ہے کہ اپنے کلام میں کل پہلوؤں کو مدنظر رکھتا ہے۔ یہاں آدم کے واقعہ سے ایک تو یہ ثابت کیا کہ اس ہمارے رسول نے خود دعوےٰ نہیں گھڑا۔ بلکہ اس سے پہلے بھی رسول ہوتے آئے ہیں۔ دوسری یہ سوال تھا کہ جب مامور اور رسول دنیا میں آتے ہیں تو انکو کیا واقعات پیش آتے ہیں۔ اور کسطرح ان کی زندگی بسر ہوتی ہے۔ کون کون انکے دشمن ہوتے ہیں کون انکی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور کون نافرمانی کرتے ہیں۔ اور کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور بالآخران کو خدا کس طرح کامیابی عطا فرماتا ہے۔ ان تمام پہلوؤں پر خدا تعالیٰ نے اس واقعہ میں روشنی ڈالی ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ

اور جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا کہ میں زمین میں خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں۔ انہوں نے

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ

کہا کیا تو اس میں وہ شخص پیدا کرے گا۔ جو اس میں فساد کرے۔ اور خون بہائے۔ اور

وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ

ہم تسبیح کرتے ہیں تیری حمد سمیت اور تیرے لیئے تقدیس کرتے ہیں اس نے فرمایا کہ میں وہ کچھ جانتا ہوں

مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

جو تم نہیں جانتے۔

اور جب اللہ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔ اپنا مامور بھیجنا چاہتا ہوں تو انھوں نے عرض کی کہ کیا حضور ایسا انسان بھیجیں گے کہ اس کے سبب بہت فساد ہوگا۔ اور بڑی خونریزی ہوگی۔ ہم یہ اعتراض تو نہیں کرتے۔ یہ تو ہمارا سوال ہے۔ اور پوچھنے کے لیئے عرض کی ہے ورنہ ہم تو آپکی تعریف اور پاکی بیان کرتے ہیں۔ ہماری کیا جرأت اور طاقت ہے کہ اعتراض کریں۔ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ میں جو باتیں جانتا ہوں انکو تم نہیں جانتے۔

اس آیت پر آریوں اور عیسائیوں نے غلط فہمی کی بناء پر نہیں بلکہ شرارت سے اعتراض کیئے ہیں۔ اور بعض لوگوں کو یہ غلطی بھی لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے فرشتوں سے مشورہ لیا ہے۔ حالانکہ اگر خدا نے مشورہ لیا ہوتا تو یہ کہنے کے کیا معنے ہیں کہ انی اعلم

ما لا تعلمون - خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے - تو جب وہ کچھ جانتے ہی نہیں تو خدا نے ان سے مشورہ کیا لینا تھا ٭

پھر کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جو پیشگوئی کی تھی کہ یفسد فیہا ویسفك الدماء یہ سچی ثابت ہوئی - اس کا جواب یہ ہے کہ جب انہوں نے یہ کہا تو خدا تعالیٰ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا - جس سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ کا انکی بات کو رد نہ کرنا انکی تصدیق کرنا ہے ٭

پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ملائکہ نے خدا کے کام پر اعتراض کیا - حالانکہ ملائکہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا - اللہ تعالےٰ نے انکو بتایا کہ ہم ایسا کرنے والے ہیں - تو چونکہ ملائکہ کا کام خدا کے احکام جاری کرنا ہوتا ہے - اس لئے وہ اس بات کو سمجھنا چاہتے تھے کیونکہ جو کام اچھی طرح سمجھ میں آ جائے - وہ عمدہ طور پر انجام پاتا ہے - اسی غرض کے لئے ملائکہ نے سوال کیا - اور کسی چیز کے متعلق سوال کرنے کے بھی دو رنگ ہوتے ہیں - (۱) دریافت حال کے لئے (۲) اعتراض کرنے کے لئے - مثلاً ہم کہیں کہ "تم یہ کام کیوں کرتے ہو" تو اس کے دو مطلب نکل سکتے ہیں - سوال بھی اور اعتراض بھی - تو فرشتوں نے سوالیہ رنگ میں کہا - کہ کیا آپ ایسا انسان بھیجیں گے - جو زمین میں فساد ڈالے گا - اور خونریزی کرے گا - لیکن چونکہ اس سے دوسرا پہلو اعتراض کا بھی نکلتا تھا - اس لئے ساتھ ہی کہدیا کہ حضور ہم یہ اعتراض نہیں کرتے - آپ بڑے حمد والے ہیں - ہم تو آپ کی تقدیس بیان کرتے ہیں و نحن نسبح بحمدك ونقدس لك میں اپنی بریت کر دی - کہ ہمارا یہ سوال دریافت حال کے لئے ہے - اعتراض نہیں - اس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ نے ناواقفیت کی وجہ سے دریافت حال کے لئے سوال کیا تھا - تو جو اس رنگ میں سوال کرتا ہے - اس کو ہدایت نصیب ہو جاتی ہے - ملائکہ نے خدا تعالیٰ سے پوچھا - اور خدا نے بتا دیا جس کو وہ سمجھ گئے - لیکن ایک ایسی شریر ہستی ہوتی ہے جو اعتراض کے رنگ میں سوال کرتی ہے - اور اس کا کام ہی ہر ایک بات پر اعتراض کرنا ہوتا ہے - پہلے لوگ نیچر پر اعتراض نہیں کرتے تھے - لیکن اب تو اس پر بھی کرتے ہیں - لاہور میں نیچریوں کا ایک فرقہ ہے - جہاں کہیں بجلی گرتی ہے تو وہ لکھ دیتے کہ دیکھو خدا کیسا ظالم ہے - لوگوں کو ہلاک کر رہا ہے تو ایسے شریر انسانوں کو کبھی ہدایت نہیں ہوتی - ہدایت ہمیشہ اُسی کو ہوتی ہے - جو کہ نیک نیتی سے سمجھنے کیلئے سوال کرتا ہے ٭

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ

اور اس نے آدم کو تمام نام سکھائے - پھر انہیں فرشتوں پر پیش کیا - پھر اس نے

فَقَالَ اَنْۢبِــُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

فرمایا تم مجھے خبر دو ان کے ناموں کی اگر تم سچے ہو

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

انھوں نے کہا کہ تو پاک ہے - ہمیں کوئی علم نہیں مگر جو تو نے ہمیں سکھایا تو

الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝

ہی علیم حکیم ہے ٭

اور اللہ نے آدم کو ہر قسم کے اسماء سکھائے - پھر ملائکہ کے سامنے پیش کیا - پس کہا کہ ان کے نام بتاؤ - اگر تم سچے ہو - وہ چونکہ نہیں جانتے تھے - اسلئے انھوں نے کہا کہ تو پاک ہے - ہمیں تو جو کچھ آپ نے سکھایا ہے - وہی جانتے ہیں - اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے ہم پھر اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا - ہم اعتراض کر ہی کس طرح سکتے ہیں - کیونکہ آپ تو بڑے جاننے والے اور حکمت والے ہیں ٭

قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ

اس نے فرمایا - اے آدم انہیں آگاہ کر ان کے ناموں سے - پس جب اس نے انہیں ان کے

بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ

ناموں سے آگاہ کیا - تو اس نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں نہ کہا تھا کہ یقیناً میں آسمانوں اور زمین کے

وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

غیب کو جانتا ہوں - اور میں اس کو جانتا ہوں جسکو تم ظاہر کرتے ہو اور جسے تم چھپاتے ہو ٭

اللہ تعالیٰ نے کہا - اچھا آدم تم ان چیزوں کے نام بتاؤ - پس جب آدم نے ان کے نام بتا دئے - تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ میں زمین اور آسمانوں کے غیب کو جانتا ہوں - اور اس کو بھی جانتا ہوں جو کہ ظاہر کرتے ہو یا پوشیدہ -

اسماء کی خدا تعالیٰ نے قرآن میں تشریح نہیں فرمائی - کلها - یعنی سارے کے سارے کہدیا ہے - اس لئے اول تو یہی ٹھیک بات ہے - ہم کہدیں کہ خدا نے اس کی تشریح نہیں کی - تو ہمیں کرنے کی کیا ضرورت ہے - بعض ایسی چیزیں ہونگی جو کہ فرشتوں کو بتایا کہ تم نہیں سیکھ سکتے - اور آدم سیکھ سکتا ہے - لیکن اگر اسماء کے معنے کئے ہی جائیں تو مجھے صفات الہیہ اس کے معنے پسند ہیں - کیونکہ ملائکہ ایک ایک صفت کے مظہر ہوتے ہیں - کوئی جان نکالنے والا ہوتا ہے - کوئی مینہ برسانے والا ہوتا ہے - کوئی پہاڑوں کا کوئی دریاؤں کا - حتےٰ کہ صوفیاء نے تو لکھا ہے کہ ہر ایک چیز پر ایک فرشتہ ہوتا ہے اس لئے اب جو فرشتہ جان نکالنے والا ہے - اس کے خیال میں رحمت کی بات نہیں آ سکتی - اور جو رحمت کا فرشتہ ہے وہ غضب الٰہی کو سمجھ ہی نہیں سکتا - کیونکہ فرشتوں میں اپنے مفوضہ کام کے علاوہ اور کسی بات کے سمجھنے کے لئے استعداد ہی نہیں

ہوتی۔ تو ملائکہ میں ایک ایک صفت ہی ہوتی ہے۔ دوسری کو وہ سمجھ ہی نہیں سکتے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تو یفعلون مایؤمرون کے مطابق جو کچھ انہیں حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ توجب کام وہی کرتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ ان کو فرماتا ہے تو ان سے گناہ کا ارتکاب کب ہو سکتا ہے۔ چونکہ وہ گناہ نہیں کرتے۔ اس لئے غضب کو وہ جانتے ہی نہیں تو بہت سی صفات اللہ ایسی ہیں جن سے فرشتے واقف نہیں۔ لیکن انسان ایسا ہے جو کہ صفات الٰہیہ کا مظہر ہے۔ یہ گناہ کرتا ہے۔ اس لئے اسپر غضب نازل ہوتا ہے یہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ اس لئے اس پر خدا کی بخشش نازل ہوتی ہے۔ یہ اچھے کام کرتا ہے۔ اس لئے اسپر انعام و اکرام کے دروازے کھولے جاتے ہیں یہ بُرے کام کرتا ہے۔ اور اس کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔ غرضیکہ کل صفات الٰہیہ کا انسان مظہر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام اسمائے الٰہی یعنے صفات الٰہی سکھائے۔ اور پھر عملی رنگ میں ان صفتوں کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا۔ کہیں انسانوں پر غضب نازل ہوا کہیں رحمت اُتری۔ کہیں پردہ پوشی ہوئی۔ کہیں انعام و اکرام دئے گئے یہ سب کچھ دیکھ کر ملائکہ نے کہا کہ ہم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ آدم نے تو یہ باتیں خوب ظاہر کی ہیں *

دیکھو انسان رحمت کا مظہر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا عظیم الشان انسان بنگیا کہ جبرئیل بھی پیچھے رہ گئے۔ اور کہا کہ بس آپ ہی آگے جائیے۔ میری طاقت نہیں کہ آگے جاؤں۔ لیکن انسان نے شرارت کی تو ابو جہل بن گیا۔ اور جہنم کے تختے کے نیچے جا گرا۔ ایک طرف انسان شرارتوں میں بڑھا۔ تو یہاں تک کہدیا کہ اگر خود خدا بھی آکر کہے۔ تب بھی نہیں مانونگا۔ اور دوسری طرف نیکی میں ترقی کی تو آئنی کہ فرشتے بھی مُنہ دیکھتے رہ گئے *

## وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

اور جب ہم نے فرشتوں کو کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو

اور جب ملائکہ کو ہم نے کہا کہ آدم کی فرمانبرداری کرو۔ ہر ایک چیز پر فرشتے متسلط ہیں خدا تعالیٰ نے انکو حکم دیا کہ جس چیز سے انسان فائدہ اُٹھانا چاہے یا اس کو استعمال کرنا چاہے۔ اس کو روکنا نہیں۔ یہی فرشتوں کی فرمانبرداری ہے۔ جو کہ آدم کیلئے کرائی گئی۔ انسان دُنیا کی ہر چیز سے فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ اور سب اس کے فرمانبردار ہیں *

## فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ

تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا۔ اس نے انکار اور تکبر کیا اور وہ

## مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

کافروں میں سے ہو گیا *

پس سب فرشتے فرمانبردار ہو گئے۔ مگر ابلیس نے فرمانبرداری نہ کی۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔ اس نے کیوں ابیٰ اور تکبر کیا یہ اس کے کفر کا نتیجہ تھا۔ کیونکہ وہ کافر تھا۔ اچھی باتوں سے انکار کیا کرتا تھا۔ اس لئے یہ بات بھی وہ کہاں مان سکتا تھا۔ بیمار انسان کو شیریں چیز بھی کڑوی ہی لگتی ہو۔ اسی طرح ابلیس چونکہ پہلے ہی کافر تھا۔ اس لئے اس نے فرمانبرداری سے انکار کر دیا *

## وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا

اور ہم نے کہا کہ اے آدم تو اور تیری بیوی اس باغ میں رہو اور دونوں اس میں بافراغت

## مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ

جہاں سے چاہو۔ کھاؤ۔ اور اس درخت کے نزدیک نہ جانا (ورنہ) پھر

## فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے *

اور ہم نے آدم کو کہا کہ تو اور تیرا ساتھی جنت میں رہو۔ اور اسمیں جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ کہ اس شجر کے قریب نہ جانا۔ ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے شجرہ کے معنوں پر میںنے غور کیا ہے۔ ایک تو وہی طریق ہے کہ چونکہ شجرہ کا نام خدا تعالیٰ نے نہیں بتایا۔ اسلئے ہم کون ہیں جو کسی شجر کا نام رکھتے پھریں۔ اور یہ سب سے آسان اور احتیاط والا طریق ہے۔ مگر ایک دفعہ میںنے اس بات پر غور کیا۔ تو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف سے ہی اس کے معنے یہ سمجھائے۔ کہ ایک پاک باتیں ہوتی ہیں وہ شجرہ طیبہ ہوتی ہیں۔ اور ایک بُرائی کی باتیں ہوتی ہیں وہ شجرہ خبیثہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ (۱) المہ تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمة طیبة کشجرة طیبة اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء (۲) ومثل کلمة خبیثة کشجرة خبیثة ن اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار۔

نیکی کی تعلیم شجرہ طیبہ ہوتی ہے۔ اور اس کا اثر بہت دیر تک اور اس کی لذتیں ہمیشہ قائم رہتی ہیں۔ جس طرح درخت پر وہاں تک چڑھا جاتا ہے۔ جہاں تک کہ اس کی بلندی ہوتی ہے۔ تو چونکہ شجرہ طیبہ کی شاخیں آسمان تک بلند ہیں۔ اس پر چڑھنے والا آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ یعنی شریعت پر عمل کرنے والا خدا تعالےٰ کو پا لیتا ہے۔ لیکن شجرہ خبیثہ کی جڑ مضبوط نہیں ہوتی۔ اور وہ بہت جلدی گر جاتا ہے ایک زانی کو زنا کرتے وقت اور ایک چور کو چوری کرتے وقت تھوڑی دیر کے لئے مزا آتا ہے لیکن پھر وہ افسوس کرنا شروع کر دیتا ہے۔ لاتقربا ھذہ الشجرة کی یہ تشریح ہے۔ کہ شجرہ خبیثہ یعنی ایسی باتیں جن سے منع کیا گیا ہے۔ انکے نزدیک نہ جاؤ۔ اور اگر تم ایسی باتوں پر عمل کرو گے تو ظالم ہو جاؤ گے یہ انسانوں کو حکم دیا گیا تھا۔ اب شیطان

لگے پیچھے پڑگیا۔ اس سے آگے ابلیس کا ذکر نہیں۔ بلکہ شیطان شروع ہوگا۔ ابلیس کا تصرف خدا کے بندوں پر نہیں ہوتا ॰

شیطان حق سے دور کردینے والے۔ تباہ کرنے والے کو کہتے ہیں ॰

فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ

پس شیطان نے اس کے ذریعہ ان دونو کو پھسلایا پھر انہوں دونو کو اس سے نکالا جس کہ وہ تھے

پھر چونکہ شیطان آدم کا دشمن تھا۔ اس لئے ان میں لڑائی شروع ہوگئی۔ لڑائی میں غلطیاں ہوجایا کرتی ہیں۔ آدم سے غلطی ہوئی۔ اس لئے فتنہ پڑگیا۔ اور جس آرام میں وہ رہتے تھے۔ اسمیں نہ رہے ॰

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

اور ہمنے کہا کہ اُترو۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو ॰

اور ہم نے ان کو کہا کہ جاؤ تم بعض بعض کے دشمن ہو۔ ایسے لوگوں میں کہاں تعلق ہو سکتا۔ جنمیں سے ایک تو بدی مٹانی چاہیئے۔ اور دوسرا بدی کو بڑھانا چاہے۔ یہ تو لڑتے ہی اور دشمنی کرتے ہی رہینگے۔ یعنی آدم اور شیطان میں ہمیشہ لڑائی ہی رہے گی

وَلَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ

اور تمہارے لئے زمین میں ٹھیرنا۔ اور ایک وقت تک فائدہ اُٹھانا ہے ॰

اس دنیا میں تم نے رہنا اور ایک مدت تک فائدہ اٹھانا ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ مومنوں کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ دنیا میں تمہارے دشمن ہیں۔ اس لئے تمہیں ہوشیاری سے رہنا چاہیئے۔ اب مسلمان کہتے ہیں کہ مسیح کو یہودی پھانسی دینے لگو تھے۔ لیکن اللہ نے بچانے کے لئے اس کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔ پھر وہ اُترے گا اور ہمیں کافروں سے سب کچھ چھین کردیگا۔ اس عقیدہ نے مسلمانوں کو بہت کچھ سست کردیا ہے۔ کیونکہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمیں کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے محنت کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسیح خود آکر لے دینگے ॰

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جاؤ جی زمین میں رہو۔ اور مومنو یاد رکھنا کہ زمین میں بہت سے تمہارے دشمن ہیں۔ تم یہ نہ خیال کرنا کہ تم کو خدا ان سے بچانے کے لئے آسمان پر اُٹھالے گا۔ تمہیں تو اسی زمین میں ہوشیار ہوکر گذارہ کرنا ہوگا۔ اور تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم تم کو آسمان پر اُٹھا کرلے جائیں گے ॰

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ

پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ باتیں سیکھیں۔ پس اس نے اس کی طرف مہربانانہ توجہ کی۔

هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

بے شک وہ تواب اور رحیم ہے ॰

پس آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے۔ دوسری جگہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ قال ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین پس اللہ نے عفو کیا۔ کیونکہ وہ بڑا عفو اور رحم کرنے والا ہے ॰

جب اللہ تعالےٰ کے مامورین پر مصائب آتے ہیں تو وہ ایک ہی ہتھیار استعمال کیا کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ خدا تعالےٰ کی طرف جھکتے ہیں پھر خدا انکی تکالیف کو ہٹا دیتا ہے۔ جب انسان خدا کے حضور دُعائیں کرتا ہے تو بعض ایسی دُعائیں اُس کو سکھائی جاتی ہیں۔ جن کو یہ جانتا بھی نہیں۔ حضرت مسیح موعود کو بہت سی دعائیں سکھائی گئیں تو ایسی دُعا جو دُعا قبول کرنے والا سکھلائے۔ بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔ جو لوگ دعائیں کرنے کے عادی ہوتے ہیں وہ اس نظارہ کو خوب سمجھتے ہیں۔ کہ بعض اوقات دل سے خود بخود الفاظ جاری ہوجاتے ہیں تو آدم علیہ السلام نے الہام کے ذریعے دعائیں سیکھیں۔ پھر جب کیں۔ تو خدا تعالیٰ نے قبول کرلیں۔ کیونکہ خدا بڑا قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ॰

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى

ہم نے کہا کہ پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آوے پس جو شخص میری

فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

ہدایت کی پیروی کرے گا تو ایسے لوگوں کو کوئی ڈر نہ ہوگا اور نہ وہ لوگ غمگین ہونگے ॰

ہمنے کہا ان کو تم سب جاؤ۔ پس جب کبھی ہماری طرف سے ہدایت آئے تو جو اس کی پیروی کرینگے۔ انکے لئے خوف وحزن نہیں ہوگا ॰

پہلے اللہ تعالیٰ نے آدم اور ابلیس کا جھگڑا بیان فرمایا کہ اس طرح ہر ایک مامور سے ہوتا رہے گا۔ ابتداء کا ایک واقعہ بیان فرماکر بتادیا۔ کہ مامور ہمیشہ آتے رہینگے۔ تم اس بات کو بھول نہ جانا۔ لیکن تعجب ہے کہ دنیا بھولتی ہی آئی ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا کہ میرے بعد ہدایت آئے گی۔ لیکن لوگوں نے انکار کردیا پھر انبیاء آئے۔ موسیٰ علیہ السلام۔ مسیح علیہ السلام۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والوں نے بھی پیچھے کہدیا۔ کہ اب آسمان سے ہدایت نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ ہماری ہدایت آتی رہے گی۔ پس جس وقت میری ہدایت آئے۔ جو کوئی اس کو مانے گا۔ اس کے لئے خوف وحزن نہیں ہوگا۔ اور تمہارے دشمن تو ہمیشہ رہتے ہی ہیں۔ ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کا طریق یہ ہے کہ تم میری ہدایت کو مان لو ॰

اس سے معلوم ہوا کہ جب خدا تعالےٰ کوئی ہدایت بھیجتا ہے۔ اور کوئی سلسلہ قائم کرنا چاہتا ہے تو کسی مامور کو بھیجدیتا ہے۔ انسان کی ترقی کی راہ تعلیم میں ترقی کرنا ہے لیکن تعلیمیں کئی قسم کی ہیں۔ پھر انکی شاخیں در شاخیں ہیں۔ جن سب میں انسان کے لئے کمال حاصل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ تو جب کوئی قوم بالکل گرجاتی ہے۔ اور ان